نبی کریم ﷺ کے صاحبزادیوں کی نسب کا تحقیقی جائزہ

Research analysis of the lineage of the Holy Prophet's (PBUH) daughters

عبدالحق[i] عبدالنصیر[ii]

Abstract

Hazrat Ruqayya, Hazrat Zainab and Hazrat Umme Kulsom (RA) were the real daughters of the Holy prophet (SAW) just like Hazrat Fatima (RA) was. The same is evident from the Holy Quran, books of Ahadith, ancestry books, the books written by Shias, and the books of Ahle- Sunnat wal-Jamaat. Furthermore the companions of the holy prophet (SAW) especially Hazrat Ali, Hazrat Imam Baqir and Hazrat Imam Jaafar Sadiq (RA) validate the stance.

However some have rejected the fact. They have struggled to prove that the three were either the daughters of Hazrat Khadija (RA) from her previous husband or her nieces and the adopted children of the holy prophet (SAW).

Abul Qasim Kufi (died in 352 H) came up with the opinion for the first time in history. However he is alone in his statement and rejected by the scholars.

Furthermore the Shia researchers also have not only rejected his stance on the matter but also declared him as having false beliefs, and his books full of falsehood.

Keyword: *Companions, Adopted, Stance*

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حقیقی تھیں یا لے پالک؟

یہ بڑا پر فتن اور پر آشوب دور ہے ۔ امت مسلمہ طرح طرح کی آزمائشات اور امتحانات سے گذر رہی ہے۔اس دور میں اسلامی تعلیمات وہدایات پر کاربند رہتے ہوئے ایمان کو محفوظ رکھنااور امت مسلمہ کے شیرازہ کو بکھرنے سے بچانانہایت مشکل ہوتا جارہاہے۔ہر آئے دن نئے نئے فتنے ظہور پذیر ہورہے ہیں۔اسلام کے متفقہ مسائل اور مصدقہ چیزوں میں ترمیم و تنسیخ اور تفردات کے ذریعے امت کے اتحادواتفاق کو پارہ پارہ کیاجارہاہے۔ ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی تمام توانائیاں امت کے اتحادواتفاق میں صرف کی جائیں اور اختلافات کو کم کرنے اور ختم کرنے کی کوششیں کی جانی چاہئیں، نہ یہ کہ

[i] اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، شرینگل

[ii] ایم فل اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

امت مسلمہ کے متفقہ مسائل کو لے کر اس میں شکوک وشبہات پیدا کرکے افتراق وانتشار کے نئے دروازے کھولنے کے لئے راستہ ہموار کیا جائے۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش حضرات متفقہ مسائل کو اختلافی بنانے اور شعوری یا لاشعوری طور پر امت کی وحدت وسالمیت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہیں۔

ایک ایسا مسئلہ رسول اکرم ﷺ کی تین صاحبزادیوں حضرت زینب، رقیہؓ اور اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن کے نسب کا بھی ہے کہ آیا یہ تینوں نبی علیہ السلام کی حقیقی صاحبزادیاں ہیں یا کہ حضرت خدیجہؓ کے سابقہ شوہر سے بیٹیاں اور نبی کریم ﷺ کی ربائب (پچھلگ)ہیں یا کہ حضرت خدیجہؓ کی بھانجیاں اور نبی کریم ﷺ کی لے پالک ہیں؟

جمہورِ امت اور سوادِ اعظم (سنی اور شیعہ حضرات) کے نزدیک تو یہ نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں ہیں، لیکن بعض حضرات نے ان تینوں کے نبی علیہ السلام کی صاحبزادیاں ہونے سے انکار کیا ہے۔جس سے امت کی وحدت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ اور خطرہ محسوس ہوتا ہے،اس لئے امت کی وحدت واجتماعیت،اتفاق واتحاد،اخوت وبھائی چارہ کو برقرار رکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے،تاکہ امت مسلمہ کو انتشار وافتراق،ایک دوسرے پر لعن وطعن اور سب وشتم کرنے اور امت کی وحدت کو پارہ پارہ ہونے سے بچایا جاسکے۔

سب سے پہلے اس مسئلہ کو ابوالقاسم کوفی نے اٹھایا اور اس کے بعد سیّد جعفر مرتضیٰ العاملی نے بھی یہی موقف اختیار کیا،جب کہ شیعہ محققین اور اہلِ سنت والجماعت کے ہاں یہ تینوں نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں ہیں،لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن وحدیث سے، نیز اہل سنت،شیعہ اور انساب کی کتب کی روشنی میں اس کی تحقیق کی جائے اور راجح قول کی دلائل بیان کی جائے۔

منکرین کے اقوال اور دلائل

ابوالقاسم الکوفی "الاستغاثہ فی البدع الثلاثہ" میں لکھتے ہیں:

"وذلك ان الرواية صحت عندنا عنهم انه كانت لخديجة بنت خويلد من امهااخت يقال لها هالة قد تزوجها رجل من بني مخزوم فولدت بنتا اسمهاهالة ثم خلف عليها بعد ابي هالة رجل من تميم يقال له أبو هند فأولدها ابنا كان يسمى هندا بن ابي هند وابنتين فكانتا هاتان الابنتان منسوبتين الى رسول الله (ص) زينب ورقية من امرأة اخرى قد ماتت. ومات أبو هند وقد بلغ ابنه مبالغ الرجال والابنتان طفلتان وكان في حدثان تزويج رسول الله (ص) بخديجة بنت خويلد، وكانت هالة اخت خديجة فقيرة وكانت خديجة من الاغنياء الموصوفين بكثرة المال،فاما هند ابن

ابي هند فانه لحق بقومه وعشيرته بالبادية، وبقيت الطفلتين عند امهما هالة اخت خديجة فضمت خديجة اختها هالة مع الطفلتين وكفلت جميعهم[1]."

"حضرت خدیجہؓ کی "ہالہ" نامی ایک بہن تھی، جس کے ساتھ بنی مخزوم کے ایک آدمی نے نکاح کیااوراس سے ایک بیٹی "ہالہ" پیداہوئی پھر ابوہالہ کے بعد بنو تمیم کے ایک شخص ابوہند کے نکاح میں آئی اوراس سے ہندنامِ ایک لڑکااور دوبیٹیاں(دوسری بیوی سے)زینب اور رقیہ پیداہوئیں جو بعد میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہوئیں ،ابوہند توفات پاگیا، لیکن نبی کریم ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے وقت ہندجوان ہوچکاتھااور یہ دونوں بچیاں چھوٹی تھیں، چونکہ ہالہ فقیر تھی اور حضرت خدیجہؓ مالدار تھیں اس لئے ہالہ اپنی دونوں بچیوں سمیت حضرت خدیجہؓ کی پرورش میں آئی۔"

محمد بن علی شہر اشوب "مناقب آل ابی طالب" میں لکھتے ہیں:

"ترتيب أزواجه: تزوج بمكة أولا خديجة بنت خويلد، قالوا: وكانت عند عتيق بن عايذ المخزومي ثم عند أبي هالة زرارة بن نباش الاسدي.وروى أحمد البلاذري، وأبو القاسم الكوفي في كتابيهما، والمرتضى في الشافي، وأبو جعفر في التلخيص: ان النبي صلى الله عليه وآله تزوج بها وكانت عذراء، يؤكد ذلك ما ذكر في كتابي الانوار والبدع ان رقيةوزينب كانتا ابنتي هالة اخت خديجة[2]."

"نبی علیہ السلام نے مکہ میں سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا۔لوگوں نے کہاہے کہ پہلے وہ عتیق بن عائذ المخزومی کے نکاح میں تھی پھر ابوہالہ زرارہ بن نباش الاسدی کے نکاح میں تھی۔احمد بلاذری اورابوالقاسم الکوفی نے اپنی کتابوں میں، مرتضی نے "الشافی" میں اورابوجعفر نے "التلخیص" میں روایت کیاہے کہ نبی علیہ السلام نے خدیجہ سے باکرہ ہونے کی حالت میں نکاح کیااوراس کی تائید میری کتاب"الانوار والبدع"سے بھی ہوتی ہے کہ رقیہؓ اورزینب خدیجہ کی بہن "ہالہ" کی بیٹیاں تھیں۔"

اسی طرح جعفر مرتضی عاملی نے بھی ابوالقاسم الکوفی سے نقل کرکے لکھا:

"وكان العرب يزعمون :أن الربيبة بنت ، ولأجل ذلک نسبتاإليه "صلى الله عليه وآله وسلم"مع أنهما ابنتاأبى هند زوج أختها إننا لا يمكن أن نطمئن بشكل نهائى إلى مايقال :من أن عثمان تزوج ابنتى رسول الله للاحتمال القوى بأن تكونا ربيبتيه و كذا بالنسبة لزينب زوجة أبى العاص[3]"

"کہ عرب ربیبہ(پچھلگ)کوبیٹی سمجھتے تھے اسی وجہ سے ان دونوں کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی حالانکہ یہ توحضرت خدیجہ کے بہنوئی ابوہند کی بیٹیاں تھیں۔آگے لکھتے ہیں کہ ربیبہ ہونے کے قوی احتمال کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے اس بات پر بالکلیہ مطمئن ہوناممکن نہیں کہ عثمان نے نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں سے نکاح کیاتھا،اسی قبیل سے ابوالعاص کی بیوی زینب کامسئلہ بھی ہے۔"

ایک اور کتاب "بنات النبی اُم ربائبہ" میں لکھتے ہیں:

"وأما بالنسبة لكون زينب، ورقية، وأم كلثوم ، اللواتي كبرن، وتزوجن إحداهن أبالعاص بن الربيع، والأخرى عثمان بن عفان، فإننا نقول: إنهن لسن بنات رسول الله عليه وآله على الحقيقة[4]."

"بہر حال زینب، رقیّہ اورام کلثوم (جو بڑی ہو کر ابوالعاص اور عثمان کے نکاح میں آئیں) ان کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں۔"

ان حضرات کے دلائل قوی نہیں، بس محض شکوک وشبہات پر مبنی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے نبی علیہ السلام کے ساتھ باکرہ ہونے کی حالت میں نکاح کیا اور یہ ان کی بھانجیاں ہیں حالانکہ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں سوائے اس کے کہ ابوالقاسم نے کہا ہے [5]۔ کبھی کہتے ہیں کہ اگر ہم فرض کرلیں کہ یہ نبی علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں، تو یہ بچپن میں وفات پا گئی تھیں، تو عثمانؓ نے جن دو سے شادی کی تھی، ضروری نہیں کہ وہ یہی ہوں بلکہ نام ایک جیسے ہو سکتے ہیں، شائد ان ناموں کی مشابہت نے بعض لوگوں کو اشتباہ میں ڈال دیا ہے [6]۔ کبھی کہتے ہیں کہ عثمانؓ کی بیویاں نبی علیہ السلام کی ربیبہ (پچھلگ) ہیں اور عرب ربیبہ پر بیٹی کا اطلاق کرتے ہیں [7]۔ ان متضاد اور بے ربط باتوں کے علاوہ جو دلائل پیش کرتے ہیں مختصر جوابات سمیت درج ذیل ہیں:

اَ. سیرت کی کتابوں میں زینبؓ کو ربیبۃ الرسول ﷺ کہا گیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ تم جس زینب کی بات کر رہے ہو وہ ابو سلمہؓ سے حضرت اُم سلمہؓ کی بیٹی تھی، جس کا نکاح عبداللہ بن زمعہؓ سے ہوا تھا اور آپ ﷺ کی صاحبزادی تو خدیجہؓ کی بطن سے تھی اور اس کے خاوند کا نام ابوالعاص بن ربیع تھا۔ چنانچہ بخاری شریف میں کلیب بن وائل سے ان سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حدثنا كليب بن وائل، قال: حدثتني ربيبة النبي صلى الله عليه وسلم، زينب بنت أبي سلمة[8]"

حافظ ابن حجرؒ "الاصابہ" میں فرماتے ہیں:

" ربيبة رسول الله صلى الله عليه وسلم. أمها أم سلمة بنت أبي أمية. يقال: ولدت بأرض الحبشة، وتزوج النبي صلى الله عليه وسلم أمها، وهي ترضعها [9]"

"رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ کی ماں امّ سلمہؓ بنت ابی امیہ تھی، یہ حبشہ میں پیدا ہوئی تھی، نبی علیہ السلام نے جب اس کی ماں کے ساتھ نکاح کیا تو یہ شیر خوار تھی۔"

ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں:

" وتزوجها عبد الله بن زمعة بن الأسود الأسدي، فولدت له، وكانت من أفقه نساء زمانها[10]"

"عبداللہ بن زمعہؓ نے اس کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے بچے بھی پیدا ہوئے، یہ اپنے زمانے کی خواتین میں زیادہ فقیہہ تھی۔"

ب. بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جب یہ آیت: "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ[11]" نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام نے قریش، عبد مناف، حضرت عباس، حضرت صفیّہ اور حضرت فاطمہ کو آواز دے کر پکارا [12]۔ لہٰذا اگر آپ علیہ السلام کی کوئی اور بیٹی ہوتی تو اس کو بھی اس خاص اجتماع (دعوت عشیرہ) میں بلا کر شامل

کیا جاتا۔ جواب یہ ہے کہ صرف حضرت فاطمہؓ کو بلانے سے کسی اور بیٹی کے حقیقی ہونے کی نفی نہیں ہوتی، جس طرح حضرت عباسؓ اور حضرت صفیہؓ کے بلانے سے آپ ﷺ کے دیگر چچاؤں (ابو طالب، حمزہ، حارث وغیرہ) اور پھوپھیوں (عاتکہ، برّہ، ام حکیم، وغیرہ) کی حقیقی ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

ت. جب یہ آیت "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا[13]" نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔آپ علیہ السلام نے حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر چادر ڈال کر فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے نجاست دور کر کے پاک کردے، ام سلمہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی جگہ پر رہو تم خیر پر ہو[14]۔ منکرین حضرات اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر آپ علیہ السلام کی کوئی اور حقیقی بیٹی ہوتی تو اس کو بھی چادر میں داخل کرتے، لیکن ایسا نہیں ہوا تو پتہ چلا کہ کوئی اور حقیقی بیٹی نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اہل بیت ازواج مطہرات کو کہا گیا ہے جیسا کہ اسی روایت میں جب ام سلمہؓ نے داخل ہونے کی درخواست کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم خیر پر ہو یعنی پہلے سے داخل ہو۔ باقی ان چار حضرات کے داخل کرنے سے اوروں کے اہل بیت ہونے اور صاحبزادیاں ہونے کی نفی نہیں ہوتی، کیوں کہ اگر ایسا ہے تو پھر حضرت فاطمہؓ کی دیگر اولاد مثلاً زینب بنت علیؓ اور ام کلثوم بنت علیؓ کی بھی نفی ہو گئی کہ وہ فاطمہؓ کی اولاد نہیں کیوں کہ وہ چادر میں نہیں تھیں اسی طرح حضرت عباس اور ان کی اولاد، حضرت صفیہؓ اور آپ علیہ السلام کے دیگر رشتہ داروں کی بھی نفی ہو گئی۔

ث. "سہم ذوی القربی" میں سے ان تین صاحبزادیوں اور ان کے شوہروں کو حصہ نہیں دیا، جب کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو دیا جاتا تھا۔ جواب یہ ہے کہ اس حصہ (خمس غنیمت) کا استحقاق قرابت کے ساتھ فقر اور احتیاج پر تھا، اس لئے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ محتاج ہونے کے بناء پر مستحق تھے اور باقی صاحبزادیاں اور ان کے شوہر چونکہ غنی تھے اس لئے انہیں یہ حصہ نہیں دیا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت علیؓ محتاج نہیں تھے، تو نہیں لیا اور فرمایا:

"بنا العام عنه غنى، وبالمسلمين إليه حاجة فاردده إليهم[15]"

"ہمیں اس سال غناِ حاصل ہے لہذا ہمارے سوا دیگر مستحقین میں تقسیم کیا جائے۔ ان کو اس کی حاجت وضرورت ہے۔"

ج. آپ علیہ السلام نے نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنین کریمین کو لیا تھا۔ اگر آپ علیہ السلام کے دیگر صاحبزادیاں ہوتیں، تو انہیں بھی اس موقع پر ساتھ

لیاہوتا۔ جواب یہ ہے کہ یہ مباہلہ کاواقعہ سن ۹ھ یاسن ۱۰ھ میں پیش آیاتھا،اور یہ تین صاحبزادیاں اس سے پہلے انتقال فرماچکی تھیں۔ نیز ایک روایت میں امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کو ان کی اولاد سمیت، عمرؓ کو ان کی اولاد سمیت، عثمانؓ کو ان کی اولاد سمیت اور حضرت علیؓ کو ان کی اولاد سمیت بلا کر ساتھ لائے تھے:

"أرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى علي وفاطمة وابنيهما الحسن والحسين ودعا اليهود ليلاعنهم- --وأخرج ابن عساكر عن جعفر بن محمد عن أبيه في هذه الآية {تعالوا ندع أبناءنا} الآيةقال: فجاء بأبي بكر وولده وبعمر وولده وبعثمان وولده وبعلي وولده[16]"

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض مواقع پر حضرت فاطمہؓ،ان کے شوہر اور حسنین کریمین کاذکر ہے،جب کہ ان تین صاحبزادیوں کاذکر نہیں۔ان تمام کاایک کلی جواب یہ بھی دیاجاسکتاہے کہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ "عدم ذکرالشئ،عدم وجود الشئ" کو مستلزم نہیں۔یعنی کسی چیز کاذکر نہ کرنے سے لازم نہیں آتاکہ وہ چیز موجود بھی نہ ہو۔لہٰذا مذکورہ مواقع میں ان تین صاحبزادیوں کے ذکر نہ کرنے سے یہ نتیجہ نکالناکہ وہ وہاں موجود ہی نہیں تھیں یاکہ وہ نبی علیہ السلام کی بیٹیاں ہی نہیں تھیں درست نہیں۔

جمہور کے دلائل

اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی شادی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرف زوجیت میں آنے سے پہلے "ابوھالۃ ہند بن نباش بن زرارہ" سے ہوئی اس سے ایک لڑکا ہند بن ابی ہالہ اور ایک لڑکی ہالہ بنت ابی ہالہ پیداہوئی اس کے بعد حضرت خدیجہؓ کانکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوئی،اوراس سے ایک لڑکی جس کانام ہند تھاپیداہوئی، عتیق کے بعد رسول اللہ ﷺ کے شرف زوجیت میں آئی اور یہ تینوں معزز صاحبزادیاں نبی کریم ﷺ کے ہاں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے پیداہوئیں،نہ توان میں سے کوئی ربیبہ ہےاور نہ ہی لے پالک،اہل سنت اپنے مدعیٰ پر قرآن اور حدیث نیز کتب انساب اور کتب شیعہ سے مضبوط دلائل پیش کرتے ہیں،جو کہ درج ذیل ہیں:

اَ. سب سے پہلے اور بنیادی دلیل قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس میں پردے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:"

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاء الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ[17]"

"اے نبی! تم اپنی بیویوں،اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکالیا کریں۔"

اس آیت میں "ازواج، بنات اور نساء" تینوں صیغے جمع کے ہیں اور جمع کا اطلاق کم از کم تین افراد پر ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام کی بیٹیاں ایک سے زیادہ ہیں اور یہ عبارت النص ہے اس کے مقابلے میں استنباط واجتہاد معتبر نہیں اور منکرین کا یہ کہنا کہ یہاں "بنات" میں جمع کا صیغہ تعظیماً صرف حضرت فاطمہؓ کے لئے استعمال ہوا ہے، اس لئے درست نہیں کہ پھر تو "ازواج" سے بھی یہی مراد ہو گا کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ایک ہے اور اسی طرح دیگر مقامات پر مثلاً "وازواجہ اُمہاتہم" اور "قل لأزواجک" وغیرہ میں بھی ایک ہی زوجہ مراد ہو گا جو کسی کے نزدیک بھی درست نہیں۔

ب. اسی طرح قرآن کریم کی آیت:

"ادْعُوهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ[18]"

"تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔"

سے بھی اہل سنت استدلال کرتے ہیں کہ یہ حکم لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو شامل ہے، لہٰذا اگر یہ نبی کریم ﷺ کی حقیقی بیٹیاں نہ ہوتیں تو صحابہ کرامؓ اور جماہیرِ امت اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ان کی نسبت نبی علیہ السلام کے بجائے حقیقی باپ کی طرف کرتے حالانکہ کسی نے بھی ایسا نہیں کیا۔

ت. رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"من ادعى إلى غير أبيه، وهو يعلم فالجنة عليه حرام[19]"۔

"جو شخص کسی غیر شخص کو اپنا باپ بنالے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہے۔"

ث.

"عن أبي ذر رضي الله عنه، أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: ليس من رجل ادعى لغير أبيه – وهو يعلمه – إلا كفر، ومن ادعى قوما ليس له فيهم، فليتبوأ مقعده من النار[20]"

"اسی طرح حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ اس بات کو جانتا بھی ہو تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جو شخص کسی ایسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں اس کا کوئی قرابت دار نہ ہو تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔"

ج. نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"زينب خير بناتي أصيبت في[21]"

"میری بیٹیوں میں زینب سب سے بہتر ہے جس کو میری وجہ سے اذیت دی گئی۔"

ح.

حد ثنا الحارث بن الحارث الغامدي، قال: قلت لأبي: ما هذه الجماعة؟، قالٌ: هؤلاء قوم اجتمعوا على صابئ لهم، قال: فأشرفت فإذا برسول الله صلى الله عليه وسلم يدعو الناس إلى توحيد الله والإيمان به حتى ارتفع النهار وتصدع عنه الناس، فإذا امرأة قد بدا نحرها تحمل قدحا ومنديلا فتناوله منها فشرب وتوضأ ثم رفع رأسه إليها، فقال: «يا بنية خمري عليك نحرك ولا تخافي على أبيك غلبة ولا ذلا» ، فقلت: من هذه؟، قالوا: هذه زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم[22]"

"علامہ طبرانیؒ نے حارث بن حارث غامدی کی زبانی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے باپ حارث کے ساتھ ایک مرتبہ مکہ مکرّمہ پہنچے، لوگ ایک شخص کے گرد جمع تھے، جس کو وہ "صابی" نیا دین اختیار کرنے والا کہتے تھے، یہ شخص رسول اللہ ﷺ تھے لوگوں کو توحید اور ایمان باللہ کی دعوت دے رہے تھے لیکن لوگ آپ ﷺ کو ایذاء دے رہے تھے اور آپ ﷺ کی بات کو رد کر رہے تھے، یہ سلسلہ دوپہر تک چلتا رہا پھر لوگ آپ سے جدا ہونے لگے، اس وقت ایک خاتون جو (پریشانی میں) دوپٹہ پیچھے ڈالے ہوئے تھیں، پانی کا ایک بڑا پیالہ اور رومال لے کر آئیں اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیں ،تو آپ علیہ السلام نے پانی نوش فرمایا اور وضوء کیا۔ پھر آپ ﷺ نے نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا: "بیٹی! دوپٹہ کو سینے پر ڈال اور اپنے والد پر غلبہ اور ہلاکت کا خوف نہ کرنا۔ میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ آپ علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہیں۔"

خ.

"أخبرني أنس بن مالك:"أنه رأى على أم كلثوم عليها السلام، بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، برد حرير سيراء[23]"

"حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ام کلثوم بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سرخ ریشمی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا۔"

د. عن أنس قال:"رأيت على زينب بنت النبي صلى الله عليه وسلم قميص حرير سيراء[24]"

ذ. امام جعفر صادقؒ سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا کہ کیا جنازہ میں خواتین شامل ہو سکتی ہیں؟ تو اس کے جواب میں امام جعفر صادقؒ نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ جب انتقال فرما گئیں تو حضرت فاطمہؓ نے خواتین کے ساتھ نکل کر اپنی بہن پر نماز جنازہ ادا فرمائی[25]۔"

ر. عبدالرحمٰن بن عثمان قرشی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی (حضرت رقیہؓ) کے ہاں تشریف لے گئے اس وقت وہ اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کا سر دھو رہی تھیں۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"اے میری بیٹی! ابو عبداللہ (عثمانؓ) کے ساتھ اچھا سلوک رکھا کریں، یہ اخلاق میں میرے اصحاب میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔ حضرت عثمانؓ سے امّ کلثومؓ کے نکاح کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کا بہترین سفارشی (اللہ تعالیٰ) ہے میں اپنی بیٹیوں کو اپنی مرضی سے کسی کے نکاح میں نہیں دیتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نکاحوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ ان تمام رویات سے ثابت ہوا کہ یہ تینوں صاحبزادیاں نبی کریم ﷺ کی حقیقی بیٹیاں تھیں آپ ﷺ بذات خود اور صحابہ کرامؓ ان کو نبی علیہ السلام کی بیٹیاں کہہ کر یاد کرتے تھے[26]۔"

جمہور فرماتے ہیں کہ ظہورِ اسلام سے پہلے اور اسلام کی ابتداء میں یہ عام دستور تھا کہ لے پالک بچوں کی نسبت اپنے باپ کی بجائے ان کے پالنے والے اور تربیت کرنے والے کی طرف کی جاتی تھی اور یہ کوئی عیب بھی شمار نہیں ہوتا چنانچہ حضرت زیدؓ جو حارثہ کے بیٹے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھے کو لوگ زید بن محمد کے نام سے پکارتے تھے ،اسلام نے جس طرح اور معاشرتی برائیاں دور کیں اسی طرح غلط نسبت اور نسب کے خلط ملط ہونے کی برائی بھی دور کی اور اس کی ابتدا کہیں اور سے نہیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ سے شروع فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ (لے پالک) کے بارے میں صریح حکم نازل فرمایا:

"وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ- ادْعُوهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ[27]"

"اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا قرار دیا ہے۔ تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔"

یہی طریقہ اللہ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے۔ یہی اسلامی تعلیمات ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کا حکم دیا ہے۔

اسلام میں نسب کی حفاظت اور اس کی اہمیت اور اس کے اختلاط اور اشتباہ سے بچنے کی تاکید کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من كان يؤمن بالله واليوم الآخر، فلا يسقين ماءه زرع غيره[28]"

"جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پانی سے کسی اور کا فصل سیراب نہ کرے۔"

یعنی اپنا نطفہ کسی اور کی بیوی کے رحم میں نہ ڈالے۔ اسی طرح عدت کے دوران آگے نکاح کرنے کو ناجائز اور باطل قرار دیا ہے۔ تاکہ ایک ہی رحم میں دو آدمیوں کا نطفہ جمع ہو کر نسب خلط ملط نہ ہو اور نسب کی حفاظت کی جاسکے۔ اسی طرح کسی کا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنے کو بھی حرام قرار دیا اور ایسا کرنے والو ں کے لئے جنت کو حرام قرار دیا۔ اتنی سخت وعیدات کے باوجود بھی نبی کریم ﷺ، حضرت علی، حضرت انس، حضرت امام باقر، حضرت جعفر صادق اور دیگر تمام صحابہ کرام ان کو بنات رسول کہنے والے ان کے بارے

میں اسلام کے اس اساسی حکم سے ہٹ کر کوئی دوسرا فیصلہ نہیں کر سکتے، یہ نہیں ہو سکتا کہ بیٹیاں تو کسی اور کی ہوں اور قرآن کریم میں، اسی طرح نبی علیہ السلام، اہل بیت اور دیگر صحابہ کرامؓ ان کو بنات رسول کے نام سے پذیرائی دیتے رہیں، قرآن کریم اور احادیث پر اگر خود ان حضرات کا عمل نہ ہو گا تو اور کس کا ہو گا؟

انساب کی کتب سے ثبوت

علمائے انساب اپنی تصنیفات میں قبائل اور قوموں کے شجرے بیان کرتے ہیں، اور یہ صرف فنِ تاریخ کے اعتبار سے ذکر کیا جاتا ہے اس میں مذہبی رجحانات کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، اس لئے کتب انساب کے چند قدیم مآخذ سے اس کو تحریر کیا جاتا ہے۔

ابن سعدؒ "الطبقات الکبری" میں لکھتے ہیں:

"كان أول من ولد لرسول الله – صلى الله عليه وسلم – بمكة قبل النبوة القاسم. وبه كان يكنى. ثم ولد له زينب. ثم رقية. ثم فاطمة. ثم أم كلثوم. ثم ولد له في الإسلام عبد الله فسمي الطيب. والطاهر. وأمهم جميعا خديجة بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى بن قصي[29]."

"نبوت سے پہلے مکہ مکرّمہ میں آپ ﷺ کے سب سے پہلے صاحبزادے قاسم پیدا ہوئے اور اسی سے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم پڑی، پھر حضرت زینبؓ، پھر رقیہؓ، پھر فاطمہؓ اور پھر ام کلثومؓ پیدا ہوئی، پھر اسلام کے دور میں عبداللہ پیدا ہوئے انہیں طیب اور طاہر کہا جاتا ہے۔ اور ان سب اولاد کی ماں حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی رضی اللہ عنہا ہیں۔"

علامہ بلاذریؒ نے "انساب الاشراف" میں رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کی سب سے پہلی بیوی تھی آپ ﷺ کی شرف زوجیت میں آنے سے پہلے ابوھالہ ہند بن نباش بن زرارہ اور اس کے بعد عتیق بن عابد (عائذ) کے نکاح میں تھیں۔ ان سے آپ ﷺ کے صاحبزادے قاسم اور سب سے بڑی صاحبزادی زینبؓ جن کا نکاح ابوالعاصؓ سے ہوا، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔"

یاد رہے کہ ابوالقاسم الکوفی نے بلاذری کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے باکرہ (دوشیزہ) ہونے کی حالت میں ہوا، لیکن یہ نسبت درست نہیں، بلاذریؒ نے ازواج اور اولاد نبوی کو تفصیلاً بیان کیا ہے با حوالہ ہم نے ذکر کر دیا[30]۔

قدیم علمائے انساب میں سے "المصعب الزبیری" نے اپنے مشہور کتاب "نسب قریش" میں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے سوائے ابراہیمؓ کے تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی پیدائش کو ذکر کیا ہے:

"وأما خديجة بنت خويلد، فولدت لرسول الله صلى الله عليه وسلم القاسم، والطاهر، وكان يقال له " الطاهر والطيب"، ولد بعد النبوءة ومات صغيرا، واسمه عبد الله، وفاطمة، وزينب، وأم كلثوم، ورقية[31]"

اسی طرح ابو جعفر بغدادی نے "المحبر" میں اور ابن حزم اندلسیؒ نے "جمہرۃ انساب العرب" میں آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کو عمر کی ترتیب سے زینب، رقیہ، فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن کا تذکرہ کیا ہے:

"وكان له عليه السلام من البنات: زينب،أكبرهن؛ وتاليتها رقية؛ وتاليتها فاطمة؛ وتاليتها أم كلثوم.أم جميع ولده صلى الله عليه وسلم، حاشي إبراهيم:خديجة أم المؤمنين،بنت خويلد بنأسد بن عبد العزى بن قصي[32]."

شیعہ حضرات کی کتب سے ثبوت

شیعہ کے جمہور علماء، مجتہدین، مؤرخین، محققین اور ائمہ معصومین نے بھی اہل سنت والجماعت کی طرح نبی کریم ﷺ سوائے حضرت ابراہیمؓ کے تمام اولاد کو حضرت خدیجہؓ کی بطن سے پیدا ہونے کو ذکر کیا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا چنانچہ ان کے ہاں سب سے مستند کتا "اصول کافی" جس کو "امام غائب" کی تصدیق وتائید بھی حاصل ہے میں محمد یعقوب کلینی لکھتے ہیں:

"وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة، فولدله منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم، ورقية، وزينب، وام كلثوم،وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام[33]"

"نبی علیہ السلام نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا جب آپ علیہ السلام کی عمر بیس سال سے کچھ زیادہ تھی، پھر بعثت سے پہلے حضرت خدیجہؓ سے آپ علیہ السلام کی اولاد قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا [وعلیہم] السلام پیدا ہوئیں۔"

اسی طرح "اصول اربعہ" کے مشہور مصنف شیخ صدوق ابن بابویہ القمی "کتاب الخصال" میں امام جعفر صادقؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ولد لرسول الله صلى الله عليه وآله من خديجةالقاسم والطاهر وهو عبد الله، وأم كلثوم، ورقية، وزينب، وفاطمة[34]."

"امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدیجہؓ سے قاسم، طاہر انہی کو عبداللہ کہتے ہیں، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہؓ پیدا ہوئی۔"

شیخ صدوق نے تو نبی علیہ السلام سے ایک روایت بھی نقل کی ہے:

"نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت خدیجہؓ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زیادہ بچے جننے والی اور شوہر سے محبت کرنی والی عورت میں برکت رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ خدیجہؓ پر رحم فرمائے کہ اس کے بطن سے میری اولاد طاہر وہی عبداللہ اور مطہر ہے اور قاسم، فاطمہ رقیہ، ام کلثوم اور زینب پیدا ہوئیں۔" "فإن الله تبارك

وتعالى بارك فيالولود الودود وإن خديجة رحمها الله ولدت مني طاهرا وهو عبد الله وهو المطهر، وولدت مني القاسم وفاطمة ورقية وام كلثوم وزينب[35]"

اسی طرح امام حسن عسکریؒ کے مشہور شاگرد ابوالعباس عبداللہ بن جعفر الحمیری نے بھی امام جعفر صادقؒ سے اور انہوں اپنے والد امام باقرؒ سے مذکورہ بالا اولاد رسول ﷺ کو نقل کیا ہے[36]۔

اس کے علاوہ مشہور شیعہ مؤرخین یعقوبی نے "تاریخ یعقوبی[37]" میں اور مسعودی نے "مروج الذہب[38]" میں نے اولاد نبی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ان تمام کو ذکر کیا ہے۔

شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰؓ کے اقوال کا مشہور و مستند مجموع "نہج البلاغہ" میں حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا داماد قرار دے دیا ہے:

"وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا[39]."

اس کے علاوہ شیعہ حضرات کی دسیوں کتابوں میں ان تین صاحبزادیوں کو بھی حضرت فاطمہؓ کی طرح رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں قرار دیا ہے اور اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

ابوالقاسم الکوفی شیعہ علماء کے نظر میں

بنات ثلاثہ کے بارے میں ربیبہ یا لے پالک ہونے کا جو موقف ابوالقاسم الکوفی نے اختیار کیا ہے اور جعفر مرتضی وغیرہ نے ان سے نقل کیا ہے، یہ ان کا تفرد اور شذوذ ہے، شیعہ علماء نے اس قول کو ساقط الاعتبار قرار دیا ہے، نیز ابوالقاسم کو فاسد العقیدہ اور کذّاب کہا ہے، چنانچہ شیخ عبداللہ مامقانی نے "تنقیح المقال" میں ابوالقاسم کے اس موقف کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ولسيّد أبى القاسم العلوى الكوفى فى"الاستغاثة فى بدع الثلاثة"كلام طويل اصرفيه على أن زينب التى كانت تحت أبى العاص بن الربيع ورقيّة التى كانت تحت عثمان ليستا بنتيه ،بل ربيبتاه ولم يأت بمازعمه برهانا[40]"

"ابوالقاسم علوی الکوفی نے اپنی کتاب "الاستغاثہ فی بدع الثلاثہ" میں ایک طویل کلام کیا ہے جس میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ ابوالعاصؓ کی بیوی زینب اور حضرت عثمانؓ کی بیوی رقیہ نبی علیہ السلام کی صاحبزادیاں نہیں، بلکہ آپ علیہ السلام کی ربیبہ (پچھلگ) ہیں، لیکن انہوں نے اپنی اس مزعومہ بات پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ آگے تفصیلی جواب دینے کے بعد آخر کلام کو ان الفاظ کے ساتھ ختم کیا ہے: "فماذكره ساقط بلاشبهة[41]" کہ جو بات انہوں نے ذکر کی ہے بلاشبہ ساقط (اور غیر معتبر) ہے۔"

ابوالعباس النجاشی شیعہ مصنفین کے ناموں کی فہرست جو "رجال النجاشی" کے نام سے مشہور ہے میں لکھتے ہیں:

"علي بن أحمد أبو القاسم الكوفي، رجل من أهل الكوفة كان يقول: إنه من آل أبي طالب، و غلافي اخر أمره وفسد مذهبه وصنف كتبا كثيرة أكثرها على الفساد[42]"

"علی بن احمد ابوالقاسم الکوفی، اہل کوفہ میں ایک شخص ہے جو آل ابی طالب کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے۔ آخر میں انہوں نے اپنے مسلک میں غلو اختیار کیا تھا اور اس کا مذہب فاسد ہو گیا تھا، اس نے بہت سی تصانیف کیں جن میں سے اکثر فساد پر مبنی ہیں۔"

سید علی اصغر بروجردی "طرائف المقال: میں لکھتے ہیں:

"علي بن أحمد الكوفي أبو القاسم مخمس ومعنى التخميس عند الغلاة لعنهم الله تعالى أن سلمان والمقداد وعمار وأباذر وعمرو بن امية هم الموكلون بمصالح العالم[43]"

"ابوالقاسم علی بن احمد الکوفی مخمس ہے اور تخمیس کا معنیٰ (ان غالیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کریں) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کے امور کا اختیار صرف پانچ حضرات کو دیا ہے، یعنی سلمان فارسیؓ، مقدادؓ، عمارؓ، ابوذرؓ اور عمرو بن امیہ کو۔"

خلاصہ بحث

حاصل تحقیق یہ ہے کہ حضرت زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن بھی حضرت فاطمہؓ کی طرح نبی علیہ السلام کی حقیقی بیٹیاں ہیں، اور یہ قرآن، احادیث، کتب انساب اور کتب شیعہ اور اہل سنت سے ثابت ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام خصوصاً حضرت علیؓ، امام باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ سے بھی ان کی صاحبزادیاں ہونا منقول ہے۔ ان کے بارے میں حقیقی بیٹیاں نہ ہونے کا قول ابوالقاسم کوفی کا تفرد اور شذوذ ہے شیعہ محققین کے نزدیک ان کا یہ قول ساقط الاعتبار ہے، اور خود ابوالقاسم بھی شیعہ حضرات کے ہاں غالی، فاسد العقیدہ ہے، اور یہ کہ اس کی کتب فساد سے بھری پڑی ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 ابوالقاسم الکوفی، علی بن احمد، الاستغاثۃ فی البدع الثلاثۃ ۱: ۱۲۹، مطبع و سن اشاعت نامعلوم

2 ابن شہر اشوب، محمد بن علی، مناقب آل ابی طالب ۱: ۲۹۵، المطبعۃ الحیدریہ، نجف ایران، ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء

3 العاملی، سید جعفر مرتضیٰ، الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم ۲: ۱۳۰، دار الہادی، بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء

4 العاملی، سید جعفر مرتضیٰ، بنات النبی أم ربائبہ: ۳۰، مرکز الجواد للطباعۃ والنشر، قم ایران، ۱۴۱۳ھ/۱۱۹۹ء

5 نفس مصدر: ۸۵

6 بنات النبی أم ربائبہ: ۱۱۳

7 نفس مصدر: ۱۱۴

8 امام بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بن مغیرہ، صحیح البخاری ۴: ۷۸ا، دار طوق النجاۃ بیروت، ۱۴۲۲ھ

9 ابن حجر، العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۸: ۱۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ

10 ابن الاثیر الجزری، ابوالحسن عزالدین، علی بن محمد بن عبدالکریم، أسد الغابۃ ۷: ۱۳۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ

11 سورۃ الشعراء ۲۶: ۲۱۴

12 صحیح البخاری ۴: ۶

13 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۳۳

14 ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی ۵: ۶۶۳، مکتبۃ المصطفیٰ البابی الحلبی مصر، طبع دوم، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء

15 ابویعلی، احمد بن علی الموصلی، مسند أبی یعلی ۱: ۲۹۹، دارالمأمون للتراث، دمشق، ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء

16 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور ۲: ۲۳۳، دارالفکر، بیروت، ۱۴۲۳ھ

17 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۴

18 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵۹

19 صحیح البخاری ۵: ۱۵۶

20 صحیح البخاری ۴: ۱۸۰

21 الطبرانی، ابولقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الاوسط ۵: ۸۰، دارالحرمین القاھرہ مصر، (س۔ن)

22 الطبرانی، ابولقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر ۲۲: ۴۳۲، مکتبۃ ابن تیمیہ القاھرہ مصر (س۔ن)

23 صحیح البخاری ۷: ۱۵۱

24 النسائی، أبوعبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی، السنن الکبریٰ ۸: ۱۹۷، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۳۱ھ/۲۰۰۱ء

25 طوسی، ابوجعفر محمد بن حسن، تہذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ ۸: ۴۳، دارالکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۹۰ھ

26 حاکم، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین ۴: ۵۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

27 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۳-۴

28 ابن حبان، ابوحاتم، محمد بن حبان بن احمد، صحیح ابن حبان ۱۱: ۱۸۶، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

29 ابن سعد، ابوعبداللہ، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبری ۱: ۱۰۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰ء

30 بلاذری، احمد بن یحیٰ، انساب الاشراف ۱: ۳۹۶، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء

31 الزبیری، ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ، نسب قریش ۱: ۲۳۱، دارالمعارف، القاھرہ مصر (س۔ن)

32 ابن حزم، ابومحمد علی بن احمد، جمہرۃ انساب العرب ۱: ۱۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

33 کلینی، ابوجعفر محمد بن یعقوب الرازی، الکافی ۳: ۱۰، دارالکتب الاسلامیۃ، تہران، ایرن، ۱۳۸۸ھ

34 شیخ صدوق، ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی، الخصال، ۲: ۲۴۴ مرکز منشورات اسلامیّہ، قم ایران، ۱۴۰۳ھ

35 نفس مصدر ۲: ۲۴۵

36 ابوالعباس، عبداللہ بن جعفر الحمیری، قرب الاسناد ۱: ۶۱، مؤسسۃ آل البیت، قم ایران، ۱۴۱۳ھ

37 یعقوبی، احمد بن اسحاق بن جعفر، تاریخ الیعقوبی ۲: ۱۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

38 مسعودی، علی بن حسین بن علی، مروج الذھب ۱: ۲۸۶، مطبع و سن اشاعت نامعلوم

39شریف الرضی، نہج البلاغۃ۲: ۱۳۰، دارالمعرفۃ، بیروت(س۔ن)

40مامقانی، شیخ عبداللہ، تنقیح المقال فی علم الرجال۳: ۷۹، مطبوعہ نجف اشرف، ایران(س۔ن)

41نفس مصدر

42النجاشی، ابوالعباس احمد بن علی بن احمد، رجال النجاشی: ۲۶۶، مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم ایران(س۔ن)

43بروجردی، سید علی اصغر بن سید محمد شفیع، طرائف المقال فی معرفۃ طبقات الرجال۱: ۲۰۷، مکتبہ آیۃ اللہ العظمی، قم ایران(س۔ن)